THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, March 30, 2011
(69th Session)
Volume II, No.03
(Nos. 1-10)

CONTENTS

	Pages
1. Recitation from the Holy Quran...	1
2. Further discussion on Point of Order: Ownership dispute between Irrigation Department Punjab and Ministry of Railways…………………..……	2-6
3. Point of Order: Presentation of the Speech of the President of Pakistan ………………………………………	7
4 Leave of Absence...	8
5. Welcome speeches on the arrival of Afghan delegation……………………………………………………	13-21
6. Point of order Re: Suicide attack on Maulana Fazal – ur- Rehman………………………………..	22-31

Printed and Published by the Senate Secretariat Islamabad

Volume II	SP.II(03)/2011
No.3	130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, March 30, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا
اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا
تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۔ وَاغْفِرْ لَنَا ۔ وَارْحَمْنَا ۔
اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ترجمہ : اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا نیکی کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا اور برائی کی زد بھی اسی پر پڑے گی اے رب ہمارے اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑ۔ اے رب ہمارے، اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف کردے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا کارساز ہے کافروں کے مقابلہ میں تو ہماری مدد فرما۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۶)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی بخاری صاحب! ریلوے وزیر صاحب کہاں ہیں اور رپورٹ کا کیا بنا۔

Further discussion on Point of Order: Ownership dispute between Irrigation Department Punjab and Ministry of Railways.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, the honourable Minister is at Lahore with respect to his wife's surgery. I had a contact with him. I have asked the report from the concerned Ministry. The Ministry concerned responded that this was the railway track which is called *punjnad* river bridge, was constructed in 1927. It was not laid by the Railway itself but by the department of Irrigation of the Punjab Government. This track was never used by the public nor was any public train used over that. They don't have any concern with that. It is the property of the Punjab Government or the Irrigation Department, they have disposed it of. This was the reply.

Mr. Chairman: Ministry of Railways has got nothing to do with it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, this is the reply, they have nothing to do with that because it is not the property of the Railways. This is the property of Irrigation Department which was laid in 1927 and when it was completed then it was not being used by any train over there.

Mr. Chairman: It has been sold by the Government of the Punjab.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Yes, it has been sold by the Government of the Punjab.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Is it sure that the transparency has been carried out?

Mr. Chairman: Is it provincial subject or federal? Yes, Prof. *Sahib.*

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ ریلوے ٹریک کا تعلق یا اس کی پراپرٹی یا اس کی ملکیت Irrigation کے Department کی کیسے ہو سکتی ہے؟ زمین تو ہو سکتی ہے لیکن ریلوے ٹریک، سلیپر تو ریلوے کی چیزیں ہیں۔ ان کے لیے کیسے کہا جا رہا ہے کہ ان کا تعلق ریلوے سے نہیں ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

جناب چیئرمین: جی درانی صاحب۔

سینیٹر محمد علی درانی: جناب! ریلوے کی طرف سے جو جواب آیا ہے، یہ نہ صرف ایک اور بڑے scam کو open کر رہا ہے بلکہ یہ جواب خود بہت مشکوک ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو خود لکھے دو عدد خطوط کہ آپ جو ٹریک اٹھا رہے ہیں، وہ آپ ہماری اجازت کے بغیر نہیں اٹھا سکتے۔ نمبر ایک۔ نمبر دو یہ ہے کہ ۱۹۲۷ء میں کسی پنجاب حکومت یا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا وجود ہی نہیں تھا۔ یہ بہاولپور سٹیٹ تھی اور جو ریلوے لائن ڈالی گئی تھی، وہ بہاولپور سٹیٹ کی ملکیت تھی، جسے آل انڈیا ریلوے نے ڈالا تھا۔ نمبر تین: اس ریلوے لائن کے لیے یہ پرویژن وہاں کے ریکارڈ میں موجود ہے کہ پنجند دریا کے پل پر اس وقت بھی وہ extended part موجود ہے، جس کے ذریعے اس ریلوے لائن کو عوامی استعمال کے لیے مظفر گڑھ اور ڈی جی خان کے ساتھ connect کرنا تھا۔ یہ ریلوے لائن ۱۹۷۰ء تک مختلف purpose کے لیے استعمال ہوتی رہی۔ Defence purpose سے لے کر repair purpose تک اور دوسرے purposes تک۔ چوتھی چیز اس میں یہ ہے، جیسے پروفیسر صاحب نے بھی فرمایا کہ ریلوے ٹریک اگر ریلوے کا نہیں تھا تو ریلوے کے آفیسرز نے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو خطوط لکھے ہیں، پہلا خط انہوں نے سترہ کو لکھا، جس کی کاپی انہوں نے چیف انجینئر اوپن لائن پاکستان ہیڈ کوارٹر کو بھجوائی۔ انہوں نے انہیں منع نہیں کیا۔ اس کے بعد انہوں نے دوسرا خط اکیس مارچ کو لکھا اور اس میں انہوں نے دوبارہ کہا کہ اس contractor نے یہ چیز اٹھانی شروع کر دی ہے، اسے اس چیز سے روکا جائے۔ اس لیے میں اس پر دو

درخواستیں کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تین بلین سے زیادہ مالیت کی ایک چیز کو نو کروڑ کی ایک petty amount پر بیچ دیا گیا ہے۔ اس میں بہت زیادہ کرپشن کے angles موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ کی بات آچکی ہے۔

سینیٹر محمد علی درانی: میری آپ سے دو درخواستیں ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اس issue کو immediate scrutiny کے لیے ریلوے کمیٹی کو refer کیا جائے۔ اگر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اس کی ملکیت کے کاغذ دکھا دے تو ہم اس کو مانیں گے۔ان کے پاس کوئی پیپر نہیں ہے اور باقی اس سے متعلقہ اطلاعات اور ریلوے کا ریکارڈ کب گم ہوا ہے اور کیسے گم ہوا ہے اور کہاں اسے رکھا گیا ہے، اس کا بھی ہمیں علم ہے۔ میری پہلی درخواست یہ ہے کہ مہربانی کر کے اسے کمیٹی کو بھیجا جائے تاکہ وہ immediate scrutiny کرے اور میری دوسری درخواست یہ ہے کہ ریلوے کو کہا جائے کہ ریلوے لائن اکھاڑنے کے عمل کو اس کی انکوائری کے مکمل ہونے تک روکا جائے کیونکہ ہم نے آج چھٹی کی ہے لیکن انہوں نے آج بھی میچ کے باوجود وہاں double labour کر دی ہے تاکہ ''چوری کا مال اور ڈانگوں کے گز''، وہ فٹافٹ سارا مٹیریل اٹھالیں۔ میری یہ دو درخواستیں ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی زاہد صاحب! آپ کیا فرمانا چاہیں گے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! ریلوے کے سیکرٹری یا ریلوے کے بااختیار لوگوں میں سے کسی کو آج یہاں ہونا چاہیے تھا تاکہ ایوان میں جو بھی فیصلہ ہو، اس پر عمل ہو۔ ایک یہ کہ اسے کمیٹی کو ضرور refer کریں اور اس وقت تک، چاہے پنجاب حکومت ہو، چاہے ریلوے ہو، اس وقت تک ریلوے لائن کو نہ اکھاڑا جائے، جب تک اس کمیٹی کی رپورٹ نہیں آجاتی۔ اگر رپورٹ اریگیشن کے حق میں آتی ہے تو بے شک وہ اسے کر لے لیکن اس کمیٹی کی رپورٹ کا انتظار کیا جائے۔ جناب! اس کے ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اسی طرح بینک روڈ راولپنڈی کی ایک زمین کے بارے میں ایک point raise کیا تھا۔ یہ زمین آٹھ نو کنال تھی، جسے انہوں نے اونے پونے داموں پر بیچ دیا تھا۔ آپ نے اس معاملے کو کمیٹی کو refer کیا۔ ایک سب کمیٹی بنی۔ ہم نے اس کی انکوائری کی۔ انکوائری رپورٹ اس کے خلاف گئی۔ اس کے بعد وہ رپورٹ مکمل کمیٹی میں آئی اور مکمل کمیٹی نے اس کی منظوری دی اور وہ یہاں ایوان میں بھی lay ہوئی لیکن ابھی تک اس پر ایوان کی رائے اور آپ کی رولنگ پر عمل نہیں ہوا۔ یہ کیوں؟ ان سے یہ بھی پوچھا جائے۔

جناب چیئرمین: پتا کرلیتے ہیں۔ شکریہ۔

I think the issue raised by the honourable Member is of public importance and needs further probe. So, I am referring the matter for examination to the concerned Standing Committee and the Committee is to submit the report within one week to the House and the committee to take necessary action in accordance with rules and Senator Durani be co-opted as the Member of the Committee. Thank you.

(مداخلت)

سینیٹر محمد علی درانی: جناب! اس پر آپ انہیں مزید کام نہ کرنے کا کہہ دیں ورنہ بچی ہوئی پٹڑی باقی نہیں رہے گی۔ آپ انہیں stay کے لیے کہیں۔

جناب چیئرمین: میں اس میں stay نہیں دے سکتا۔ رولز کے مطابق درانی صاحب! میں آرڈر کر سکتا ہوں، وہ میں نے within the rules کیا ہے and I think you should be satisfied, thank you. جی اب Question Hour ہے۔ جواب دینے کے لیے کوئی منسٹرز ہیں یا نہیں؟

آوازیں: وہ میچ دیکھنے کے لیے انڈیا چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سارے منسٹر انڈیا کیوں چلے گئے ہیں؟

(مداخلت)

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب بہت کے تو میں جوابات دوں گا۔

Mr. Chairman: Have all the Ministers gone?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: No sir, Mr. Khurshid Shah is on the way.

آپ (ظفر علی شاہ) تو بہت جلدی petition file کرتے ہیں۔ آپ پہلے petition file کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سپورٹس کے لے لیتے ہیں۔ سپورٹس کے تین سوال ہیں۔ چلیے سپورٹس سے بسم اللہ کرتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ ایوان کے ساتھ انصاف نہیں ہے کہ کوئی وزیر یہاں نہ ہو اور سوالات کے جواب ملیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: پروفیسر صاحب نے جو کہا بالکل درست ہے لیکن they were supposed to be here, one advisor is sitting and the rest are on the way.

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر علامتی واک آؤٹ کرنا پڑے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں نہیں۔ بلیدی صاحب! ذرا آرام کے ساتھ۔ سوال نمبر ۴۳ لیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب جیسے بخاری صاحب فرما رہے ہیں کہ سوال پہلے لے لیے جائیں اور سوال بعد میں لے لیے جائیں، اس طرح تو ہر کوئی دیر سے آنے کے چکر میں رہے گا۔

(اس موقع پر Opposition کے ارکان ایوان سے علامتی walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: بگٹی صاحب! میں نے سن لیا ہے، thank you بگٹی صاحب۔ Leader of the House آپ ان کو لے آئیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ ان سے کہیں کہ اتنے میں وزراء کو بلالیں ورنہ ہم بھی نکل جائیں گے تو پھر کون House میں رہے گا۔

(اس موقع پر Opposition کے ارکان ایوان میں واپس آ گئے)

جناب چیئرمین: ابھی افغان delegation is coming. اب points or order لے لیتے ہیں۔ کوئی leave applications ہیں؟ آپ مجھے leave applications دے دیں، leave application لے لیتے ہیں۔

Bokhari *sahib*, you would like to say something with regard to questions?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I would like to say that I have requested the honourable Members that today's questions may be deferred. Certainly, we can take up the points of order because the proceedings would only extend up to 12 O'clock. It's a half day today, so we can take up the points of order today and these questions may be deferred for another day.

Mr. Chairman: Ok, then questions are deferred.

Point of Order Re:the Presentation of the Speech of the President of Pakistan.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ business meeting میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ President کی تقریر جلد از جلد ایوان میں پیش کی جائے گی، اس کے لیے ہم نے وقت بھی طے کیا تھا لیکن وہ تقریر اب تک House officially میں lay نہیں کی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے اور آپ اس تقریر پر کب discussion شروع کرنا چاہتے ہیں، اس کی ذرا وضاحت کیجیے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں ایک بات آپ کے ذریعے Leader of the House in the National Assembly وزیرِ اعظم جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کو پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی بار نہیں ہوا، ہم کم از کم پچھلے دو سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ disturb ہوتا ہے اور Upper House کا سارا business تباہ ہو جاتا ہے۔ اس میں at least, Leader of the House in

the Senate کو کم از کم پارلیمانی امور کا portfolio دے دیا جائے تاکہ ہم کم از کم یہ کہہ سکیں کہ ہمیں ایک وزیر جواب دے رہا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: اب leave applications لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم خان صاحب اسلام آباد سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 29 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور صاحب نے خرابی صحت کی وجہ سے مورخہ 30 مارچ تا یکم اپریل ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 29 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 30 مارچ تا 2 اپریل ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ساجد میر صاحب خرابی صحت کی وجہ سے مورخہ 28 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ صحت کی خرابی کی وجہ سے مورخہ 29 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب غفران خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 29 اور 30 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی points of order لے لیتے ہیں۔ جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے جس طرح پہلے عرض کیا تھا اور میرے خیال میں کچھ لوگ، ریلوے والے ادھر بیٹھے ہوئے تھے لیکن جیسے ہی questions defer ہوئے، وہ باہر چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، وہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ جناب! جو ڈیڑھ کروڑ کی زمین تھی جس پر آپ نے میرے question کو standing committee کو refer کیا تھا اور کمیٹی نے ریلوے کی ایک sub-committee بنا دی تھی۔ اس کے بعد ایک inquiry ہوئی اور inquiry میں یہ ثابت ہوا کہ وہ زمین غلط بیچی گئی تھی اور بہت کم قیمت پر بیچی گئی تھی۔ جس کی 2.5 billion قیمت تھی، اس کو 10 کروڑ پر بیچ دیا گیا تھا۔ اس پر کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ اس کو واپس لیا جائے۔ پھر یہ معاملہ full committee کے پاس آیا، اس نے بھی approval دی اور جناب! وہ آپ کے پاس House میں آیا اور House نے بھی approval دے دی ہے۔

جناب! اب میں آپ سے صرف ایک request کرتا ہوں کہ آپ ruling دے دیں کہ ریلوے اس پر کیوں action نہیں لے رہی ہے۔ اس زمین کو ابھی تک کیوں واپس نہیں لیا گیا؟ وہ بندہ اس کو آگے 2.5 billion پر بیچ رہا ہے، جناب! اگر یہ آگے بک گئی تو یہ قوم کا asset ہے اور اگر کوئی قوم کے assets کو دھوکہ دہی سے ذاتی مفادات کے لیے اونے پونے داموں پر بیچے اور ہم یہاں پر بیٹھے رہے جس کے لیے House نے recommendations دیں، کمیٹی نے سب inquiry کی ہے،

ان کی inquiries کو ملا کر ایک صحیح report پیش کی اور آپ نے اس پر ruling دی۔ جناب! ان کو چاہیے کہ اس پر عمل کریں، اس زمین کو واگزار کرایا جائے اور ریلوے کے حوالے کیا جائے کیونکہ یہ قوم کا سرمایہ ہے، کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you. بخاری صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ ریلوے Minister صاحب کو بلالیں اور ان سے کہیں کہ وہ next week میں Tuesday کو آجائیں۔ زاہد صاحب نے بھی جو point raise کیا ہے وہ بھی clear ہوجائے گا اور جو درانی صاحب کا مسئلہ ہے اس وقت تک وہ report بھی آجائے گی اور ان دونوں چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، وہ اس پر complete جواب دیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! بالکل۔ جناب! میری ایک اور submission تھی، کل جیسے ہی یہ ریلوے کا issue raise ہوا تو honourable Senator فوزیہ فخرالزمان صاحبہ نے بھی ایک issue raise کیا تھا، میں نے اس کی بھی report منگوالی تھی۔

I would like to present it before the House that what is the factual position with regard to the issue of arms licenses what she raised yesterday. In the report which I have asked from Prime Minister Secretariat, they said that the application on which it was alleged that 40 PB licenses were issued was never sent to the PM Secretariat. Subsequently, the son of the honourable Senator who is an MPA from Khyber Pakhtoonkhwa visited that office and he pointed out that he sent certain applications which included the names which were not recommended by him and that was deleted and that orders were withdrawn. That related to the MPAs, quota, not to the quota of the Senators.

Another application came with 25 peoples, names over there requesting on her behalf which was never processed. No license has been issued on any fake or forged letter sent by somebody on behalf of the Senator. No license was issued but the only thing is that a person who was taken in custody with the help and at the

instance of the son of the Senator who is an MPA from Pakhtoonkhwa, a case has been registered against that gentleman. No license has been issued in her quota to any person.

جناب چیئرمین: سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں ایوان کی توجہ ایک point of order کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حسن ابدال سے لے کر مانسہرہ تک بڑا strategic express way تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو مشکلات ہیں، آرمی کے contingent وہاں سے گزرتے ہیں، ان کو مشکلات ہیں، China کے ساتھ جو ہمارے تجارتی روابط ہیں اس میں مشکلات ہیں۔ اس کی رقم باقاعدہ طور پر بجٹ میں مختص کی گئی تھی اگست 2010 میں اور ارباب عالمگیر خان ایبٹ آباد گئے، Revenue کے جتنے officers تھے وہاں بلائے، کمشنر ہزارہ کو بلایا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک ہفتہ میں 70 کروڑ روپے دے دوں گا تاکہ کم از کم یہ جگہ حویلیاں تک acquire کی جائے۔ اس میں جو مالیات سے متعلق قواعد تھے ان کو بھی کمشنر ہزارہ نے پورا کیا۔ اب جناب عالمگیر خان سے یہ پوچھا جائے کہ وہ پیسے کہاں ہیں؟ کیا صورتحال ہے؟ کیا اس project کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ ہزارہ میں پسماندگی زیادہ ہے، لوگوں کی نفرتیں بڑھ رہی ہیں، اس لیے صوبہ ہزارہ کی بار بار بات ہوتی ہے، جسے ہم انشاء اللہ تعالیٰ حاصل کر کے رہیں گے۔ اگر وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت اسی طریقے سے قانون کی خلاف ورزی کرتی رہی، ہمیں اپنے حق سے محروم کرتی رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں کہ اس قسم کی فضا پیدا ہو گی کہ جس سے نمٹنا سب کے لیے مشکل ہو گا۔ یہ ایک عوامی مسئلہ ہے، ایک صوبے کا مسئلہ ہے، علاقائی مسئلہ ہے اور یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ قائد ایوان اس بارے میں مجھے کل تک، پرسوں تک یا اس اجلاس کے دوران اطلاع دے دیں کہ اس پر کیا پیش رفت ہوئی ہے، کہاں مشکلات درپیش ہیں۔ جب بجٹ میں پیسے مختص کر دیے گئے تو اسے وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں دے سکتے اور اگر دے دیئے ہیں تو متبادل کیا کیا راستہ ہے، ہم لوگوں کو کیا جواب دیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! اس پر میری ایک submission ہے کہ

already this matter was taken up in the Standing Committee of Communication and probably a Sub Committee has been constituted. Mr. Zahid Khan was heading that Committee. The investigation is in process over there, as to what is the reason, why this road has not been constructed.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی زاہد صاحب! ذرا اس پر روشنی ڈال دیجیے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Standing Committee is already seized of it.

(اس موقع پر افغان وفد کے اراکین گیلری میں تشریف لائے)

(Thumping of desks)

Mr. Chairman: It is my pleasure to welcome to the Senate of Pakistan the honourable Parliamentarians from the brotherly neighboring country Afghanistan.

(Thumping of desks)

Mr. Chairman: This high power delegation is visiting Pakistan to interact with brother Parliamentarians for further improving the bonds of friendship that exist from time immemorial. The hick ups in the relations during the last couple of years have eased with realization on both sides of the border that peace in one country is the harbinger of peace and well being in the other. The credit for all this change of hearts goes to the top leadership of both the countries more specially President Asif Ali Zardar and President Hamid Karzai.

I would request all the Members to this august House to give the onourable guests a standing ovation.

(At this moment standing ovation was given by all the members)

جناب چیئرمین: جی جہانگر بدر صاحب۔

Welcome Speeches on the Arrival of Afghan Delegation.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: Thank you Mr. Chairman. میں بھی share کرنا چاہ رہا تھا برادر ملک کے وفد کو اس ہاؤس میں ایک ممبر کی حیثیت سے خوش آمدید کہتے ہوئے کہ وہ یہاں پر تشریف لائے ہیں اور آپ کی مہربانی کہ آپ نے ان کی آمد پر اتنی گرمجوشی اور محبت کا اظہار کیا ہے جو آنے والی تاریخ کا حصہ رہے گی۔ جناب چیئرمین! میں برادر ملک کے پارلیمنٹیرینز وفد میں شامل بہن بھائیوں کو اس ایوان میں آنے پر اس ایوان کے تمام ممبران کی جانب سے اور تمام سیاسی پارٹیوں جن کے راہنما ان سے مل چکے ہیں اس بات کے یقین کے ساتھ کہ وہ بھی بعد ازاں ان سے کوئی کچھ کہنا چاہے تو کہہ دیں بطور سیکرٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستانی عوام کی جانب سے اس نمائندہ ایوان میں، میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔۔۔۔۔ Haji Sahib I am by all means identified

please. I am speaking میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ میں کبھی کبھار ہی بولتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Thank you حاجی صاحب سے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ صبر کیا کریں۔ یہ میری بات مانتے ہی نہیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! حاجی صاحب بھی یہی کہیں گے کہ یہ ایک بہت بڑی تاریخی پیش رفت ہے اگر آج سے تین ساڑھے تین سال پہلے کی سیاست کا آپ جائزہ لیں جب یہاں پر صدر پرویز مشرف تھے تو ان سے ہاتھ ملانے کے لیے بھی صدر کرزئی تیار نہیں تھے۔ جب یہ حکومت آئی، اپوزیشن کو حق ہے کہ ہم پر تنقید کرے we welcome this always .This is a part of democracy. لیکن آج اس وفد کو ایک بڑی پیش قدمی کہتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ یہ پیش رفت اس وقت ہوئی جب صدر آصف علی زرداری صدر بنے تو ان کی حلف برداری کے موقع پر جناب صدر کرزئی یہاں پر تشریف لائے اور اکیلے ہی Head of the State تھے جو اس موقع پر تشریف لائے اور اسی طرح صدر آصف علی زرداری ان کی حلف برداری پر وہاں کابل گئے۔ میں آج آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ کی قیادت میں سینیٹ میں جو خارجہ امور کی کمیٹی ہے سلیم سیف اللہ خان کی قیادت میں انہوں نے افغانستان کا visit کیا I was part of it also. اور وہاں پر جو deliberations ہوئیں۔ ان deliberations کے نتیجے میں ایک بڑی پیش رفت اس طرح سے ہوئی کہ اس میں دو واقعات آنے والے وقتوں میں بہت اہم ثابت ہوں گے۔ وہاں پر یہ فیصلہ ہوا کہ Parliament to Parliament relationship کو مضبوط کرنے کے لیے ایک گروپ قائم کیا

جائے گا جس کا اعلان پارلیمنٹ میں موجود تمام پارٹیوں کے راہنماؤں کی موجودگی میں آپ نے کر دیا ہے۔میں جمالی صاحب He is a very senior politician and the Deputy Chairman of the Senate انہیں اس گروپ کے لیے جو افغانستان اور پاکستان کے مابین پارلیمنٹ کے ممبران میں مزید understanding پیدا کرنے کے لیے بنا ہے، منتخب ہوئے ہیں میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اپنے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔ وہاں پر یہ طے ہوا کہ Pak Afghan Friendship Association کے نام سے ایک body کا قیام معرض وجود میں لایا جائے گا جو Foreign Committee نے قائم کردی ہے۔جیسا کہ افغانستان میں دونوں ملکوں کے Parliamentarians کے مابین فیصلہ ہوا اور اس کے چیئرمین جناب افراسیاب خٹک صاحب منتخب ہوئے۔

چیئرمین صاحب! میں صرف ایک آدھ بات اور کرنا چاہوں گا کہ یہ وفد پاکستان کے عوام کے ساتھ people to people relations میں Parliament سے توقع کرتا ہے کہ اس میں وہ معاون ثابت ہوں گے اور کل ایک بڑی پیش رفت ہوئی ہے کہ اس ملک کی جو Federation of Chamber of Commerce and Industries اور مختلف جو Areas ہیں Cities ہیں صوبے ہیں ان کے Chambers کے تمام Leaders نے انہیں خوش آمدید کہا ہے اور ان کے اعزاز میں ڈنر دیا ہے۔اس طرح آنے والے وقت میں ،میں سمجھتا ہوں کہ بڑی پیش قدمی اس خطہ میں جنم لے گی۔ پاکستان پیپلز پارٹی اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ایک stable, peaceful اور United Afghanistan پاکستان کے مفاد میں ہے۔ پاکستان کبھی بھی کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں چاہے گا جو افغانستان نے policy of reconciliation اپنائی ہے اور جو افغانستان نے IPS Council بنائی ہے جس کے چیئرمین پروفیسر ربانی صاحب ، صدر صاحب سے مل چکے ہیں انہوں نے joint commission پر اتفاق کر لیا ہے۔ میں assure کرتا ہوں اپنی پارٹی کی جانب سے اور ہماری پارٹی ملک کے عوام کی ایک نمائندہ جماعت ہے اور پاکستان کے عوام کی جانب سے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان محبتوں کے یہ رشتے زیادہ مضبوط ہوں گے we will go into history, اور ہم آنے والی generation میں generation to generation ان رشتوں کو علاقے میں امن کے لیے، دہشت گردی کو دور کرنے کے لیے اور اس خطے کو ایک بہت اچھا خطہ بنانے کے لیے مضبوط کریں گے تاکہ ہمیں کسی دوسرے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جہانگیر بدر صاحب۔ سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی مادری زبان اور افغانستان کی قومی زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ (پشتو)

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Please carry on. Press will not be able to understand what you are saying.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: خیر ہے جی۔ اس وقت ان کی understanding ضروری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: سیف اللہ صاحب! ایسا کوئی interpreter بھی نہیں ہے۔ مجھے اعتراض بھی نہیں ہے لیکن keeping in view the press not be able to understand. There are no interpreters, other honourable members will not understand. جی فرمائیے۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: مندوخیل صاحب! (پشتو) جناب چیئرمین! ہمارے بہت سے دوستوں کو شاید علم نہ ہو کہ ہمیشہ سینیٹ میں افغانیوں کی اکثریت رہی ہے کیونکہ ہم بھی افغان ہیں لیکن اس طرف ہمیں پٹھان کہا جاتا ہے اور وہاں پر ان کو افغان کہا جاتا ہے یہی فرق ہے اور ہمیشہ جب تک ہمارا ملک قائم ہے ایوان بالا میں ہمیشہ پشتونوں کی اکثریت ہو گی ہمارے لیے یہ بھی ایک بہت بڑے فخر کی بات ہے۔ جناب چیئرمین! میرے خیال میں، میرے بھائی سیکرٹری جنرل پیپلز پارٹی نے جو باتیں کی ہیں میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔ ہماری جو Standing Committee for Foreign Affairs ہے یہ میں پریس کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ جب اس کمیٹی کی تشکیل ہوئی اور مجھے میرے بھائیوں اور بہنوں نے چیئرمین کمیٹی منتخب کیا تو ہم نے یہ فیصلہ کیا اور صدر پاکستان نے بھی ہمیں یہ مشورہ دیا کہ آپ کا سب سے پہلا جو غیر ملکی دورہ، ہم آپ کو غیر ملکی تو نہیں سمجھتے لیکن سب سے پہلا Capital جہاں ہمیں جانا چاہیے وہ کابل ہونا چاہیے اور ہم کابل گئے الحمد للہ ایک کامیاب دورہ رہا اور وہاں کا جو ایوان بالا (مشرانو جرگہ) ہے اور (اولسی جرگہ) جو ان کی قومی اسمبلی ہے وہاں پر اور ان کے دیگر لیڈران سے ہماری بڑی مفید باتیں ہوئی ہیں، ان کا وفد آیا ہوا ہے میں ان کو خوش آمدید

کہتا ہوں - ہماری طرف سے ، اپوزیشن کی جانب سے ، میری جماعت پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے میں آپ کو مکمل تعاون کی یقین دہانی دینا چاہتا ہوں اور انشاءاللہ مجھے یقین ہے کہ ہمارے آپس میں رشتے مضبوط ہوں گے۔ (پشتو) پاکستان۔ مہربانی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Thank you Mr. Chairman, I on behalf of the honourable members of the Senate welcome the Parliamentary delegation from Afghanistan to the House. They will watch the proceedings and will endorse what has been said by Mr. Jehangir Bader, Secretary General of the Party, certainly we do feel it is a courtesy of the delegation and they have met the honourable President and they are met with your good self also and they have also identified certain problems which both the nations are facing together and there is common cause and the problem which has been faced by both the countries, is terrorism and certainly we would like that there should be more coordinated efforts from the members of the Parliament from Afghanistan and Pakistan to chalk out the strategy enabling the peaceful atmosphere in the region and certainly we also have to extend our assistance and help to the people of Afghanistan, the brotherly country, in different fields and particularly the field of education also. We do want that there should be more better ways for communication between both of the countries and we do have a people to people contact, it is not very recent but since ages you know people have been coming from Afghanistan to Pakistan and we do want that the time comes when the allied forces will be withdrawn from Afghanistan certainly they will be needing more help at that time, they will be needing more assistance and Pakistan

being brotherly country a neighboring country, we the people of Pakistan and the Government of Pakistan will extend full support to them. Thank you very much.

جناب چیئر مین: .Thank you حاجی عدیل صاحب۔آپ کچھ فرمائیں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جناب چیئر مین! With you permission مجھے بھی اپنی قومی زبان میں بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: ضرور کریں جی۔آج سب کو اجازت ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: (پشتو)

Mr. Chairman: Thank you Haji Sahib. I think one from each party, I will allow one from each party to express their feelings and welcoming the delegation of the Parliamentarians of Afghanistan.

ڈار صاحب آپ کچھ فرمائیں گے یا ظفر علی شاہ صاحب ؟ either of the two, one جو آپ فیصلہ کرلیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شاہ صاحب کو وقت دے دیں۔ میں نے نیچے بھی بات کر لی ہے۔On behalf of PML(N) شاہ صاحب کو دے دیں۔

Mr. Chairman: One from each party to express their solidarity with the Afghan delegation. Yes Shah *Sahib*.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔ اگر جناب کی اجازت ہو تو میں بھی اپنی مادری زبان پنجابی میں بات کرلوں۔

جناب چیئر مین: دیکھیں، today is a day ہر آدمی اپنی مادری زبان میں بات کرے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: اگر جناب کی اجازت ہو گی تو؟

جناب چیئر مین: جی اجازت ہے آپ کو جناب۔ اچھا، پنجابی وہ سمجھ نہیں سکیں گے۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: As Leader of PML (N), I would request my colleague to speak in the official language of the Senate and let's not start creating new precedents here.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں تو ویسے چیئرمین صاحب سے light mood میں گفتگو کر رہا تھا۔ Naturally, I will do that. جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں ایک پاکستان کی حیثیت سے، پاکستان کی سب سے بڑی جماعت پاکستان مسلم لیگ کا رکن ہونے کی حیثیت سے اور پارلیمنٹ کا رکن ہونے کی حیثیت، اپنے برادر ہمسایہ ملک کے پارلیمانی وفد کو پاکستان تشریف لانے اور بالخصوص پارلیمنٹ کے اس Upper House میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! میں سب سے request کروں گا کہ چونکہ delegation کی اور commitments بھی ہیں، تو please be brief, one or two minutes for everybody.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: مجھے اس بات کا احساس ہے جس طرح Leader of the House جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ دونوں ملک اس وقت terrorism کی war لڑ رہے ہیں اور اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ مجھے اس گھٹن کا بھی احساس ہے جو افغانستان کے عوام محسوس کر رہے ہیں کیونکہ directly ان کی سرزمین پر جو NATO Forces اور غیر ملکی افواج بیٹھی ہوئی ہیں، مقصد ان کا چاہے کتنا ہی نیک ہو لیکن جب بیرونی افواج کسی ملک کی سرزمین پر بیٹھی ہوئی ہوں تو وہاں کے عوام کو یقیناً گھٹن ہوتی ہے۔ مجھے اس گھٹن کا احساس ہے اور یہ بھی کہ پاکستانی عوام کی جو افغانستان کے عوام کے ساتھ محبت ہے اور خواہش ہے اور کوششیں ہیں کہ اللہ کرے کہ وہ وقت بہت جلد آجائے جب صحیح معنوں میں democratic system وہاں پر آجائے اور وہاں سے غیر ملکی فوجیں اپنے ملکوں کو تشریف لے جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شیر الہ ملک صاحبہ۔

سینیٹر شیر الہ ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں پاکستانی ہونے کی حیثیت سے، اس کے بعد اپنی پارٹی ایم کیو ایم کی طرف سے اور اپنے قائد جناب الطاف حسین بھائی کی طرف سے افغانستان سے آنے والے پارلیمانی وفد کو دلی طور پر خوش آمدید کہتی ہوں۔ میری ان سے یہ بھی

درخواست ہے کہ ہم اسی طرح ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہیں اور اس طرح امن پیدا ہو۔ ہمارے مذہب میں بھی پڑوس کے بڑے حقوق بتائے گئے ہیں، اس لیے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی ہم پر بہت سارے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ خوش اسلوبی سے ان فرائض کو انجام دیں اور پیار، محبت اور امن کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنی اور جماعتِ اسلامی پاکستان کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے اپنے برادر ملک کے پارلیمانی delegation کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہمیں بےحد مسرت ہے اور فخر ہے اس بات پر کہ ہمارے تعلقات دین کی بنیاد پر ہیں، پڑوسی ملک ہونے کی حیثیت سے، تاریخ اور تہذیب کا رشتہ ہے اور انشاءاللہ یہ رشتہ دوامی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ علاقہ سخت مشکلات سے دوچار ہے اور اس کی بنیادی وجہ بیرونی قوتوں کی مداخلت اور occupation ہے۔ ہمیں مل کر اپنی آزادی، اپنی شناخت، اپنی خودمختاری کا تحفظ کرنا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے عوام اور افغانستان کے عوام مل کر انشاءاللہ امریکہ، نیٹو اور علاقے کے دوسرے ممالک جو کھیل کھیل رہے ہیں، ان کی سازشوں سے اپنے آپ کو بچائیں گے اور ہم مل کر، یک جان ہو کر ان خطرات کا مقابلہ کریں گے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی کامیابی کے لیے دعاگو ہیں۔ واٰخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ JUI سے کون بات کرے گا؟ آپ لوگ فیصلہ کر لیجیے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک اہم واقعے کی طرف دلانا چاہوں گا۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج قائدِ جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب صوابی میں ایک جلسے میں شرکت کے لیے جا رہے تھے تو ان پر ایک خودکش حملہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں کافی جانیں شہید ہوئیں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! یہ کس وقت ہوا؟

سینیٹر حاجی غلام علی: ابھی ابھی ہوا ہے۔ ان کا message آیا ہے۔ مولانا صاحب خیریت سے ہیں، مولانا صاحب جب گزر گئے تو پیچھے سے موٹر سائیکل سوار نے حملہ کیا۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ ایوان اس معاملے پر بحث کرے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ، پہلے جو delegation آیا ہوا ہے، اس بارے میں آپ کی پارٹی میں سے اس معاملے پر کون بات کرے گا؟ آپ لوگ فیصلہ کر لیجیے۔ ٹھیک ہے سواتی صاحب! دو منٹ کے لیے کر لیجیے کیونکہ ان کی اور commitments بھی ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! اس اتفاقی حادثے کے باوجود میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے جمعیت علماء اسلام، مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی پارٹی کی جانب سے بات کرنے کا موقع دیا۔ ہمارے دل کے قریب (پشتو کے الفاظ) جو مہمان یہاں پر موجود ہیں، انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دونوں ملکوں کے عوام کو مشکلات سے نجات دے کیونکہ سرحد کے اُس طرف بھی میرا خون بہہ رہا ہے اور سرحد کے اِس طرف بھی میرا خون بہہ رہا ہے۔ اللہ کرے کہ ہماری محبتیں اور زیادہ ہوں۔ اللہ کرے کہ ہماری دوریاں کم ہوں اور اللہ کرے کہ ہم اپنے اصلی دشمن اور اصلی مجرم کو پہچانیں اور اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کے لیے دونوں ممالک کے عوام مل کر اس خطے میں امن اور آشتی کا ایسا مقام پیدا کریں کہ جس سے ساری دنیا حیران ہو۔ ہمارے دشمن ان گنت ہیں اور ہمارے دوست بہت کم ہیں۔ ہمیں یہ چاہیے کہ اپنی باہمی دوستی پر یقین رکھتے ہوئے ہم ایک دوسرے کو گلے لگائیں اور اپنے مستقبل کے لیے سوچیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: کلثوم صاحبہ! آپ اپنی پارٹی کی طرف سے کچھ کہیں گی؟

سینیٹر کلثوم پروین: میں اپنی طرف سے افغان پارلیمانی وفد کو اور خاص طور پر آنے والی خواتین colleagues کو welcome کہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان اور افغانستان کے حالات میں مزید بہتری لائے کیونکہ افغانستان کا امن پاکستان کا امن ہے۔ (پشتو)

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں افغانستان سے تشریف لانے والے اپنے بھائیوں اور بہنوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ کل ہماری ان کے ساتھ ملاقات اور

dialogue بھی تھا، بڑا اچھا dialogue رہا۔ ہم نے ان کو سنا، انہوں نے ہمیں سنا۔ میں اس موقع پر یہ suggest کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے dialogues اور بھی ہونے چاہییں۔ ہماری طرف سے آپ کوئی ایک delegation constitute کریں کہ ہم افغانستان جائیں اور وہاں پر اس موضوع پر بات چیت کریں۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ 'ق' سے کون بولے گا؟ جی چٹھہ صاحب! دو منٹ لے لیجیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں مسلم لیگ (قائدِ اعظم) کی طرف سے افغانستان سے تشریف لانے والے اس معزز اور محترم پارلیمانی وفد کا دلی طور پر خیر مقدم کرتا ہوں اور انہیں سلام پیش کرتا ہوں۔ ہم پاکستانی عوام، راستے میں ڈیورنڈ لائن ہونے کے باوجود، افغانستان کو اپنا ملک اور اس قوم کا اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ ہم پہلے بھی اسی طرح کے جذبات رکھتے تھے اور آئندہ بھی انشاءاللہ ایسے ہی رہیں گے۔ یہ بات درست ہے کہ آج کل افغانستان اور پاکستان دونوں مشکل دور سے گزر رہے ہیں لیکن اس میں بھی اتحاد اور اتفاق کی برکت سے انشاءاللہ، ہم اس مشکل پر قابو پالیں گے۔ ہمارے دشمن common ہیں۔ دوست بدل سکتے ہیں لیکن ہمسایہ نہیں بدل سکتا۔ ان کے ساتھ ہمارا ایک دائمی رشتہ ہے جو کہ دینِ اسلام کا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ چٹھہ صاحب۔ فاٹا سے کون بولے گا؟ جی حافظ صاحب! آپ بات کیجیے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ کی اجازت سے میں دو تین جملے پشتو میں بولوں گا۔ (پشتو میں خیر مقدمی کلمات کہے گئے)۔

جناب چیئرمین: شکریہ حافظ صاحب۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے افغانستان کے وفد کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ (پشتو)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ اتنی لمبی تقریر نہ کریں، انہوں نے جانا بھی ہے۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میں نیشنل پارٹی کی طرف سے وفد کو welcome کرتا ہوں۔ ہم نے کل تفصیل سے بات چیت کی ہے اور میں PILDAT کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اس وفد کو یہاں on board کیا۔

Point of Order Re: Suicide Attack on Maulana Fazal-ur- Rehman.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب point of order with regard to مولانا فضل الرحمٰن صاحب۔ اس بارے میں تفصیل کون بتائے گا؟ حاجی غلام علی صاحب! آپ کی پارٹی سے کون بات کرے گا؟ بلیدی صاحب! ایک ہی آدمی بات کرے کیونکہ repetition ہوتی ہے، one person should speak and give the facts to the House. جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! ایک انتہائی افسوس ناک خبر موصول ہوئی ہے کہ آج ہمارے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کسی جلسے میں شرکت کے لیے جارہے تھے، ان پر صوابی interchange کے مقام پر ایک خود کش حملہ ہوا۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا صاحب کو محفوظ رکھا۔ ہم دعا کرتے ہیں کیونکہ قوم کو ایسے لیڈر کی ضرورت ہے۔ وہ ہماری جماعت کے روح رواں ہیں اور ہمیں بھی ان کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی دراز کرے۔ ہمارے علم کے مطابق جو سات، آٹھ لوگ شہید ہوئے ہیں، ان میں ایک ایس ایچ او، مولانا صاحب کے چار security guards اور تین چار دوسرے کارکن شہید ہوئے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

جناب چیئرمین! ملک میں حالت یہ ہو گئی ہے کہ کسی کی جان و مال کا تحفظ نہیں ہے اور موجودہ حکومت اس معاملے میں بالکل بے بس دکھائی دیتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج مولانا صاحب پر حملہ ہوا ہے تو کل نواز شریف صاحب، زرداری صاحب یا گیلانی صاحب جو ملک کا سرمایہ ہیں، ان کی جان و مال کی کوئی guarantee نہیں ہے، ان پر بھی حملہ ہو سکتا ہے، یہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ آج جو واقعہ ہوا ہے میں اس کی شدید مذمت بھی کرتا ہوں اور میں ان لوگوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو حالات پیدا ہو گئے ہیں، دہشت گردوں کی بات کی جاتی ہے، ان میں بہت سارے لوگ اور ادارے involve ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا موقف آ گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! یہ بہت اہم مسئلہ ہے، ہمیں بولنے دیں۔ یہ ایوان اس کی متفقہ مذمت کرے اور جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے، ان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔ مرکزی حکومت، صوبائی حکومت کو کوئی direction دے اور forces کی ایک غیر جانبدار کمیٹی بنائی جائے۔ اگر اُن لوگوں کا سراغ نہیں لگایا گیا تو ہم پورے پاکستان میں احتجاج کریں گے اور ہم یہ دکھا دیں گے کہ اگر ہمارے قائد محفوظ نہیں ہیں تو ہمارے کارکن بھی اپنی جانیں دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین! آپ کے علم میں یہ بات آ گئی ہے کہ اب اُن کے ناپاک ہاتھ ہمارے گریبانوں تک پہنچنے شروع ہو گئے ہیں۔ یقیناً ملک میں ہر شخص کی جان قیمتی ہے لیکن قیادت پر اس طرح کے حملے جبکہ security کے تمام انتظامات کی ذمہ داری خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت پر عائد ہوتی تھی، well before time بتا دیا گیا تھا، اس سیاسی جلسے کی permission مل گئی تھی۔ اس کے لیے کس کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے یا اس کی ذمہ داری کس پر ڈالی جائے؟ ہماری central law enforcing agencies یا ہمارے intelligence کے دوست تھے، ان کی reports کیا ہیں؟ وہ اس ایوان میں لائی جائیں۔ مولانا صاحب عالمی شہرت رکھنے والی شخصیت ہیں اور وہ ملک میں ایک سیاسی قد کاٹھ رکھتے ہیں۔ بات صرف مذمت سے ختم نہ ہو گی۔ اللہ کرے یہ ملک سلامت رہے، ہمارے اکابرین سلامت رہیں۔ اس کے لیے میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ نہ صرف اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں intelligence کے لوگ، Ministry of Interior جو اب زیادہ reliable نہیں رہی ہے، ان کے لوگ ہوں بلکہ میری آپ سے یہ درخواست ہو گی چونکہ قومی اسمبلی میں بھی ہمارے دوست یہ بات اٹھائیں گے، آپ اور سپیکر قومی اسمبلی صاحبہ کے مشورے سے ایک joint investigation committee بنائی جائے اور اس میں ان چیزوں کو دیکھا جائے۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ کا موقف آ گیا ہے۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں حکومت پاکستان اور اپنی جانب سے اس شرمناک واقعے کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا ہوں اور یقیناً مولانا صاحب کا مذہبی اور سیاسی

طور پر اپنا ایک قد کاٹھ اور مرتبہ ہے۔ یہ بہت ہی unfortunate واقعہ ہوا ہے کہ ان کے کارواں پر خود کش حملہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جتنی سختی سے مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ میں اس بات کا بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت، دونوں انتھک کوشش کریں گی کہ جو بھی لوگ اس واقعے کے پیچھے کارفرما ہیں، ان کو بے نقاب کیا جائے اور جو لوگ اس میں ملوث پائے جاتے ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ جناب چیئرمین! اس سانحہ سے unfortunately ایک مرتبہ پھر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ملک اس وقت دہشت گردی کا سامنا کر رہا ہے اور اس میں پورے ملک کو، پوری سیاسی قوتوں کو اور پوری قوم کو اس کے خلاف متحد ہونا پڑے گا اور متحد ہو کر ہی ہم اس دہشت گردی کا مقابلہ کر سکتے ہیں کیونکہ یہ دہشت گردی پاکستان کے اور وفاق پاکستان کے مفادات کے خلاف ہے۔ یہ کسی نہ کسی اہم موقع پر کی جاتی ہے تاکہ ملک کے اندر افراتفری پیدا ہو لیکن مولانا صاحب کی شخصیت کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بہت بڑا پیغام پورے ملک سے جائے گا کہ انشاء اللہ پوری قوم دہشت گردی کے خلاف متحد ہے اور انشاء اللہ اس کو overcome کرے گی۔ میں اپنے colleagues Senators کو بالخصوص جن کا تعلق JUI سے ہے ان کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ جیسے ہی سیشن ختم ہوتا ہے، میں وزیر داخلہ سے بھی بات کرتا ہوں اور چیف منسٹر خیبر پختونخوا سے بھی فون پر رابطہ کرتا ہوں، دونوں حکومتوں کی یہ کوشش ہو گی کہ جلد از جلد ایسی کارروائی کرنے والوں کو پکڑا جائے اور کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔ جے یو آئی کا موقف آچکا ہے اس لیے دوسری پارٹیوں کو موقع دیا جائے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ آج جو واقعہ ہوا ہے وہ اتنا افسوسناک ہے کہ اس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے کیونکہ مولانا صاحب ایک political party کے لیڈر ہونے کے علاوہ مذہبی لیڈر بھی ہیں۔ جناب! جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اب تو ہم اپنے حجروں میں بھی محفوظ نہیں رہے ہیں۔ ہمارے قائد پر اس کے حجرے میں بھی suicide attack ہوا۔ ہمارے ساڑھے چھ سو کے قریب لیڈرز اور کارکن شہید بھی ہو چکے ہیں۔ ہم تو ان دہشت گردوں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور ان کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔ جناب! اب تمام سیاسی قوتوں کو مل کر اس ناسور کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ جناب! ہم سمجھتے ہیں اور روز اوّل سے ہماری پارٹی کا یہ موقف ہے کہ اس ناسور سے

کوئی بھی پارٹی یا پاکستانی محفوظ نہیں ہے۔ ہمیں اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔ اگر کوئی اس ضمن میں صلح کرنے یا کروانے کے لیے تیار ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ دہشت گرد اس ملک کو جس طرف لے جانا چاہتے ہیں وہ بربادی ہے۔ جناب! اس کے بعد کیا guarantee ہے کہ کل کوئی سیاسی جلسہ کر سکے گا۔ انتخابات پر امن طریقے سے ہوں گے۔ ٹھیک ہے کچھ دوستوں نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں پر تنقید کی ہے کوئی بات نہیں یہ ان کا حق ہے کیوں کہ ایسے مسائل کی روک تھام حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

جناب! ہم جس مقام پر کھڑے ہیں، اب حکومت، سول سوسائٹی بشمول میڈیا اور سیاسی سربراہوں کے سوچنے کا مقام ہے کہ ہم اس دہشت گردی کے ناسور سے کس طرح نبرد آزما ہوں تا کہ ہمارے ملک میں امن اور سکون پیدا ہو۔ ہم جمہوریت کی طرف آگے بڑھیں۔ ہم اپنی عوام کو مشکلات سے بھی باہر نکالیں۔ ہماری معیشت کی خرابی کی بڑی وجہ بھی دہشت گردی ہے۔

جناب! ہماری پارٹی اس واقعہ کی پر زور مذمت کرتی ہے۔ ہم اس کے حق میں ہیں کہ اس ضمن میں قرارداد پاس ہونی چاہیے تا کہ آئندہ جتنی بھی political parties ہیں ایک ہو کر اس دہشت گردی کا مقابلہ کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شیر الہ ملک صاحبہ۔

سینیٹر شیر الہ ملک: شکریہ چیئرمین صاحب۔ ہمیں ابھی ابھی جس واقعہ کی اطلاع ملی ہے۔ مولانا صاحب اور ان کے ساتھیوں پر جو suicide attack ہوا میں اس کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور مجھے دلی دکھ اور افسوس ہوا ہے کہ اتنی قدآور سیاسی شخصیت جس کا اپنا ملک کی سیاست میں مقام ہے ان کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ جناب! اگر ہم اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر یہ ملک آگے کیسے چلے گا۔ جب اس level کے لوگ محفوظ نہیں ہیں تو پھر عوام کیسے محفوظ ہو گی۔ میرے قائد الطاف بھائی کئی بار اس چیز کو باور کرا چکے ہیں کہ پاکستان میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات کرنے چاہیے جس سے اس کا تدارک ہو سکے۔ میں اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس کے لیے کوئی صحیح لائحہ عمل تیار کیا جائے اور ہم سب کی جانوں کی حفاظت کی جائے۔ خاص طور پر تمام لیڈران کی اور تمام عوام کی۔

جناب چیئرمین: جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! پاکستان کے جید عالم دین، پاکستان کے اے کلاس سیاست دان ، پاکستان کے ممبر آف دی پارلیمنٹ آج ان کے procession پر اور ان کی ذات پر جو شرمناک حملہ، ان کے اپنے صوبے کی حدود میں، ان کے اپنے home province میں کیا گیا- جس میں اطلاع کے مطابق بے گناہ جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں- جہاں پر مجھے بے گناہ جانوں کے ضائع ہونے کا افسوس ہے وہاں پر میں خدا کا شکر بھی بجا لاتا ہوں کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جان بچ گئی- اس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے- مولانا فضل الرحمٰن صاحب جیسی شخصیت جو سیاست کے میدان میں اور قومی سطح پر سیاست کے اہم کھلاڑی ہیں، تین سال انہوں نے اس حکومت کا ساتھ دیا اور اب حزب اختلاف میں ہیں اور ہم نے ان کو خوش آمدید کہا ہے- وہ آج حزب اختلاف کی آواز کے طور پر ملک میں جانے پہچانے جاتے ہیں- میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کی آواز اٹھانے کے بعد ان کے ساتھ اور ان کی جماعت کے ساتھ یہ شرمناک واقعہ ہوا ہے یہ ہمارے لیے ہر لحاظ سے alarming ہے- جناب چیئرمین! جہاں تک terrorism کا تعلق ہے ہماری جماعت گاہے بگاہے ارباب اقتدار کی توجہ اس طرف دلاتی رہی ہے کہ خدارا پاکستان پچھلے گیارہ سال سے ایک اندھی جنگ میں ملوث ہے اور وہ یہ جنگ لڑ رہا ہے اس کو ختم کرنے کے لیے پاکستانی عوام کو اس آگ میں نہ جھونکا جائے- آج پاکستان کا کونسا گھر ہے، کونسا صوبہ ہے، کونسی گلی ہے، کونسا ادارہ ہے جو اس جنگ سے متاثر نہ ہوا ہو- جناب چیئرمین! تقریروں سے terrorism ختم نہیں ہوگا- بیرونی اقدامات پر عملدرآمد کرنے سے terrorism ختم نہیں ہوگا- آج اس بات کی ضرورت ہے کہ پاکستان کے تمام سیاست دان، پاکستان کے تمام stakeholders وہ بیٹھ کر پاکستان کی فارن پالیسی کو review کرے تاکہ ہم کوئی امن کا سانس لے سکیں-

جناب چیئرمین: شکریہ-

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں کل کے اعلان کے مطابق-

جناب چیئرمین: آپ کل کے اعلان کو چھوڑیے-

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب والا! حکومت پاکستان کے بارہ بج رہے ہیں-

جناب چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب-

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی سب سے پہلے اس نہایت ہی وحشیانہ اور مذموم حملے کی پرزور مذمت کرتا ہوں جو افراد شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور مولانا صاحب کی جان بچنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ دوسری بات جو سب سے اہم میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ انسان تجربات سے سیکھتا ہے لیکن ہماری حکومتوں کا حال یہ ہے کہ دس سال ہونے کو ہیں اور ہم آنکھیں بند کر کے اسی غلط پالیسی کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ جس نے اس پورے خطے کو آگ کے شعلوں میں جھونک دیا ہے۔ اس پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر 22nd October, 2008 تقریباً سوا دو سال پہلے ایک متفقہ قرارداد منظور کی اور اس کی روشنی میں April, 2009 میں Parliamentary Committee on National Security نے ایک detailed work plan دیا جس میں قرار داد کے 13 operational نکات کے اوپر، لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ آج تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا ہے اور اگر ہم اپنا رویہ نہیں بدلیں گے، War on terror سے نجات نہ پائیں اور Foreign policy کو آزادانہ بنیادوں پر استوار نہ کریں اس وقت تک دہشت گردی کی لعنت سے نجات ممکن نہیں۔ اس مسئلہ کا کوئی فوجی حل نہیں بلکہ نکلنے کا راستہ صرف political راستہ ہے، وہ فوجی راستہ نہیں ہے، فوجی کاروائیاں اور دہشت گردی کے واقعات جاری ہیں اور ہر روز جانیں ضائع کر کے بڑا نقصان اٹھایا جا رہا ہے ۔ خدا کے لیے آنکھیں کھولیے ، اس قرارداد کو نکالیے ، دوبارہ سر جوڑ کر بیٹھیئے اور زمینی حقائق اور تاریخی تجربات کی روشنی میں مستقل حل کا راستہ اختیار کریں۔

جناب چیئرمین: عبدالرحیم خان مندوخیل۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب والا! بڑے افسوس کا مقام ہے ، میں اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں اور جنہوں نے یہ کام کیا ہے ، ان کی مذمت کرتا ہوں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہمارے ملک کے ایک اہم سیاسی رہنما ہیں ۔ وہ ایک بہت بڑی پارٹی کے سربراہ ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہم نے اس ملک میں rule of law کے مطابق کام کرنا ہے۔ ہر شخص کو آزادی ہے کہ اپنے خیالات، اپنی سیاسی پارٹی کا موقف پرامن طور پر لوگوں کو پہنچائے۔ اب اگر اس حوالے سے اس کی جان پر لوگ حملہ کرنا چاہیں تو یہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

جناب والا! اصل چیز یہی دہشت گردی ہے۔اس سلسلے میں پارلیمنٹ میں ہماری جو مشترکہ قرارداد تھی اس میں یہی کہا گیا ہے کہ دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہےاور دہشت گردی کا خاتمہ ، ان bases پر، ان مراکز پر کرنا ہے جہاں وہ ہیں اور پالے جاتے ہیں، آپ نے ان کو دیکھنا ہے۔ آپ کی foreign policy اپنی جگہ پر، سوال یہ ہے کہ آپ کی فارن پالیسی ، اندرونی پالیسی کی بنیاد کیا ہے۔ کیا آپ دہشت گردوں کو موقع دیں گے کہ وہ پھلیں پھولیں۔ میں اپنے ملک کی پارلیمنٹ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ واقعی اس قرارداد پر عمل کرے اور ہم یہاں rule of law کے لیے ہم یہاں کوشش کریں اور اس پر عمل کریں۔

جناب چیئرمین: عبدالغفار قریشی صاحب۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: جناب والا! میں اس افسوسناک واقعہ کی اپنی پارٹی کی جانب سے پرزور مذمت کرتا ہوں جس میں ہمارے ملک کی ایک مشہور سیاسی اور دینی شخصیت کو نشانہ بنانے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ان کی جان اس واقعے میں بچائی لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس میں بہت سے بے گناہ افراد شہید ہوگئے لیکن اس واقعے کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ آخر کراچی سے لے کر خیبر پختونخوا تک یہ تمام واقعات کیوں جنم لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعات حکومت کے لیے لمحہ فکریہ ہونے چاہییں ، حکومت کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونے چاہییں کہ آج ایک ایسی شخصیت کو target بنایا گیا کہ اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہوجاتا تو شاید یہ پورا ملک اس کی لپیٹ میں آچکا ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ عام شہری جو اس وقت ان واقعات کی زد میں آرہے ہیں، ہمیں ان کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔ ان کو تحفظ فراہم کرنے کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے اور حکومت کو اس بارے میں صحیح اقدامات اٹھانے چاہییں۔

Mr. Chairman: Saleh Shah Sahib from FATA.

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جناب چیئرمین شکریہ۔ جناب والا! آج جو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے قافلے پر حملہ ہوا ہے میں اس کی ایسے ہی الفاظ میں مذمت کرنا چاہتا ہوں جو تقریباً ہمارے تمام Parliamentarians کی طرف سے آچکے ہیں۔ میں پرزور الفاظ میں اس کی مذمت کرنا چاہتا ہوں۔ ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی علم ہے کہ تمام Parliamentarians اس غم اور صدمے میں ہمارے ساتھ شریک ہیں لیکن میں اسی سلسلے میں ایک، دو معروضات پیش کرنا چاہتاہوں۔ پہلی یہ ہے کہ دہشت گردی

جو ہمارے پاکستان میں روزِاوّل سے آ رہی ہے اس کو مذہب سے نہیں جوڑنا چاہیے۔ ہمارے بہت سے دانشوروں کے ذہن میں بھی یہ بات آئی ہے کہ اس کا تعلق مذہب سے ہے۔ اگر اس دہشت گردی کا تعلق مذہب سے ہوتا تو مفتی نظام الدین شام زئی صاحب شہید نہ ہوتے، مولانا شیخ الحدیث صاحب ،سابق ایم این اے حسن جان صاحب شہید نہ ہوتے، مفتی سرفراز نعیمی صاحب شہید نہ ہوتے۔ اسی طرح مولانا معراج الدین صاحب، سابق ایم این اے، میرے ماموں زاد بھائی، شہید نہ ہوتے۔ تو میری حکومت سے اور تمام سیاسی پارٹیوں سے درخواست ہے کہ اس دہشت گردی کو مذہب سے نہ جوڑا جائے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ جہاں بھی دہشت گردی کے واقعات پیش آتے ہیں، اب تک میرے علم میں نہیں آیا کہ کہیں انتظامیہ اور intelligence والے اداروں کو حکومت کی طرف سے سزا دی گئی ہو تو میری گزارش ہے کہ جہاں بھی ایسے دہشت گردی کے واقعات پیش آتے ہیں وہاں انتظامیہ والوں کو اور ساتھ ساتھ intelligence والوں کو بھی، کوئی آسمان سے فرشتے تو نہیں اترے کہ آسمانی فرشتے ہیں، intelligence والوں کو بھی سزا دینی چاہیے تاکہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں۔ جب تک ہم ان intelligence اداروں پر نظر نہیں رکھیں گے اور ان کو سزا نہیں دیں گے تو یہ تسلسل اسی طرح جاری رہے گا۔

Mr. Chairman: Thank you very much. Hamayun Sahib from Independents.

سینیٹر محمد ہمایوں خان : جناب والا! میں بھی اپنے تمام دوستوں کو join کروں گا کہ مولانا صاحب پر حملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان کی جان بچ گئی ہے۔ میں اس واقعے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ ہمارے لیے یہ واقعہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہم محترمہ شہید کے واقعے سے جو دہشت گردی کے طریقے پر ہوا ہے، ابھی نہیں سنبھلے کہ اب مولانا صاحب پر حملہ ہوا ہے۔ اگر اسی طریقے سے ہماری leadership کو eliminate کرنے کی کوشش کی گئی تو آپ سوچیں کہ کیا حال ہو گا۔ محترمہ کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے ابھی تک اس کو پر نہیں کیا جا سکا۔

جناب والا! میں مولانا صالح شاہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس دہشت گردی کو مذہب سے نہ جوڑا جائے اور نہ ہی اس کا مذہب سے تعلق ہے۔ اس کا تعلق ہمارے ایک پڑوسی ملک کے ساتھ ہے جس کے ساتھ آج ہمارا ایک مقابلہ بھی ہو رہا ہے اور ایک ، دو اور ممالک کا بھی اس میں ہاتھ ہے جو

ہمیں destabilize کر رہے ہیں ۔ میں ظفر علی شاہ صاحب کی بھی حمایت کروں گا جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں اپنی فارن پالیسی پر بھی توجہ دینی چاہیے تا کہ اس مسئلے کو حل کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: بہت، بہت شکریہ۔ بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! میاں رضا ربانی صاحب نے حکومت کی جانب سے موقف پیش کر دیا ہے۔ میں اس واقعے کی شدید مذمت کرتا ہوں ۔ بلاشبہ مولانا فضل الرحمٰن پاکستان کے مشہور سیاستدان اور مذہبی رہنما ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون سی forces پاکستان کو destabilize کرنا چاہتی ہیں اور اس میں نہ صرف آپ حکومتی اداروں یا agencies پر انحصار کریں بلکہ تمام political leadership کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ اس کا target صرف ایک section of society نہیں ہے بلکہ تمام sections of society target ہو چکے ہیں ۔ اس لیے جب بھی ایسا واقعہ ہو بلاتفریق ، چاہے وہ کسی مذہبی جماعت سے ہو یا civil society سے ہو یا وہ کسی سیاسی پارٹی سے ہو، ایسے خود کش حملے اور target killings کو ہمیں condemn کرنا چاہیے اور at par کرنا چاہیے۔ آج جو واقعہ ہوا ہے اس کی ہم شدید مذمت بھی کرتے ہیں۔ حکومت پاکستان جیسا کہ میاں رضا ربانی صاحب نے کہا کہ نہ صرف فوری طور پر اس واقعے کی رپورٹ لے گی بلکہ ہدایت کرے گی کہ فوری طور پر چیف سیکریٹری سے رپورٹ لے کر اس ایوان میں ضرور پیش ہونی چاہیے کہ اس واقعے کے کیا محرکات تھے اور کون لوگ اس میں involve تھے اور ہم سمجھتے ہیں کہ as a citizen of Pakistan ان واقعات کو condemn بھی کرنا چاہیے اور ان کے culprits کو ultimately court of law میں لے جا کر ان کی conviction ہونی چاہیے اور تمام سیاسی جماعتوں اور تمام forces، چاہے وہ religious forces ہوں یا civil society ہو ان سب کو مل کر ان خود کش حملوں کی مذمت کرنی چاہیے۔ یہ میری گزارش ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے اس واقعے پر ایک قرارداد مذمت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ قائد ایوان سے resolution discuss کر لیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: Discuss کر لی ہے۔

جناب چیئرمین: فرمائیے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: سینیٹ کا یہ اجلاس آج مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے قافلے پر خود کش حملہ کی مذمت کرتے ہوئے معصوم جانوں کے ضائع ہونے پر غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی فوری تحقیقات کرائی جائیں اور حقائق کو سامنے لایا جائے اور ذمہ دار مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور جو ہمارے بھائی اس دنیا سے چلے گئے ہیں اس حادثے میں ان کو اللہ تعالیٰ جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کے ساتھ ہم ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ قرارداد مذمت متفقہ طور پر ایوان منظور کرتا ہے۔

Mr. Chairman: Any objection from the House.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: No.

Mr. Chairman: Is it agreed resolution?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Yes.

جناب چیئرمین: یہ رپورٹ جو ہے it should come to the House.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: We will ask the report from the Chief Secretary.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ That is an agreed resolution and consensus is there.

Now, the House stands adjourned to meet again on Thursday the 31st March, 2011 at 10.30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 31st March, 2011 at 10.30 a.m.]